محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَی الْمَرِیْضِ فَنَفِّسُوْا لَہٗ فِیْ اَجَلِہٖ فَاِنَّ ذٰلِکَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَیُطِیْبُ بِنَفْسِہٖ

(ترمذی - ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی بیمار کے پاس اس کی بیمار پرسی کے لیے جاؤ، تو اس کی درازی عمر کے کلمات کہو۔ تمہارے یہ کلمات کسی معاملے کو ٹال تو نہیں سکتے۔ البتہ مریض کا دل اس سے خوش ہو جائے گا۔

انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں اسلام نے انسان کی رہنمائی نہ کی ہو اور اس کو واضح ہدایات سے آگاہ نہ فرمایا ہو۔ اسلام ہر مرحلے میں مسلمان کا قائد ہے۔ کسی سے میل جول میں، ربط و تعلق میں، معاملات میں، لین دین میں، کہیں بھی اس نے انسان کو حیران و ششدر نہیں رہنے دیا اور کسی موڑ پر بھی اسے پریشانیوں کے حوالے نہیں کیا۔ بلکہ ہر ہر موقع پر، اور ہر ہر محل میں اس کو مناسب ہدایات سے نوازا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر معاملات کی تہہ تک پہنچنے کی آخری حد تک کوشش کی ہے۔ حتّٰی کہ یہ تک بتا دیا ہے کہ بیمار کی بیمار پرسی کے لیے جاؤ تو تمہیں کیا انداز اختیار کرنا چاہیے، اس موقع پر کس اسلوبِ گفتگو کو اپنانا چاہیے۔ شریعت میں یہ صاف احکام ہیں کہ بیمار کی عیادت کے لیے جاؤ، تو اس کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرو، جو اسے راحت و آرام پہنچائیں۔ یہ نہ ہونا چاہیے کہ اس کی چارپائی کے گرد شور اور ہنگامہ بپا کرو۔ وہ تو بیچارہ پہلے ہی تکلیف میں مبتلا ہے اور بستر مرض پر پڑا ہے اور آپ اپنے عمل و حرکت سے اسے مزید تکلیف پہنچانے کا باعث بنتے ہیں، اور ایسی گفتگو کرتے ہیں جو اس کی بیماری اور تکلیف میں مزید اضافہ کا موجب ہو۔ اس سے احتراز کرنا چاہیے، اور بات چیت میں لب و لہجہ ایسا پیارا اور

میٹھا ہونا چاہیے کہ بیمار اس سے فرحت اور مسرت محسوس کرے اور آپ اس کے ہاں سے آتے لگیں تو وہ وہاں کچھ دیر اور آپ کے بیٹھنے کا متمنی ہو۔ مثلاً اس سے گفتگو کیجیے تو اسے تسلی دیجیے اور اس کی بحالی صحت اور درازی عمر کی دعا کیجیے۔ اس سے آپ کا نہ کچھ بگڑ سکتا ہے اور نہ کچھ سنور سکتا ہے۔ مریض کا دل البتہ تسلی میں آجاتا اور مطمئن ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیسی حکیمانہ، کیسی واقعاتی اور نفسیاتی بات ارشاد فرمائی ہے کہ ہوگا تو وہی جو کچھ اللہ کو منظور ہے اور مریض کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے لیکن باتوں میں تو اس کے لیے اطمینانِ قلب کا سامان فراہم کرتے رہو، اور اس کے دل کو خوش رکھنے کی کوشش کرو۔

اگر اس کے پاس اس کی بیماری کی شدت کی باتیں کی جائیں گی، اس کے مرض کے لاعلاج ہونے کا قصہ چھیڑا جائے گا، اس کے پاس اس کے معالجوں اور ڈاکٹروں کی رائے ظاہر کی جائے گی، تو لامحالہ وہ مایوس ہوگا۔ اس کا دل ٹوٹ جائے گا، اس کی امیدیں منقطع ہو جائیں گی۔ اگر اس کو اپنے اندر صحت و تندرستی کے کچھ آثار بھی محسوس ہوتے ہیں تو وہ بھی ختم ہو جائیں گے اور اس بیماری سے زیادہ آپ کی مایوس کن باتیں اس کی جان لیوا ثابت ہوں گی۔

یہ حدیث بظاہر چند لفظوں پر مشتمل ہے مگر درحقیقت نہایت عمدہ مضمون کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں دوسرے لوگوں کا اخلاقی فرض ہے کہ مریض کو خوش رکھنے کی کوشش کریں، اس کا دل بڑھاتے رہیں اور اسے مایوسی سے دور رکھیں۔ وہاں اس کے ڈاکٹروں اور معالجوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ اسے تسلی دیں، اگرچہ اس کا مرض لاعلاج ہی کیوں نہ ہو۔

اگر معالج اور طبیب اس کو تسلی دے گا اور اسے پُرامید رکھے گا تو اس کی طبیعت میں خوشی کی لہر اٹھے گی اور اس کے قلب و ذہن میں مسرت کے آثار ابھریں گے۔

بعض لوگ بیمار کی عیادت کے لیے جاتے ہیں مگر اسے تسلی دینے کے بجائے خود اس کے اور اس کے اہل خانہ کے سامنے ہی یاس انگیز باتیں کرنا شروع کر دیتے

ہیں - یہ بہت بُری اور خلافِ شرع چیز ہے - مریض کے گھر والوں کو مطمئن رکھنے کی کوشش کرنا چاہیے -

اگر وہی مایوس ہو گئے تو آخر مریض کا علاج کون کرائے گا، اس کی خبر گیری کون کرے گا ان کا اطمینان مریض کے اطمینان کے لیے بنیادی شے ہے -

اندازہ کیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی کتنا حکیمانہ اور قرینِ فطرت انسانی ہے - عام طور پر لوگ مریض کا خیال نہیں رکھتے اور اس کی ذہنی نزاکتوں کو قطعۃً نظر انداز کر کے جو جی میں آتا ہے، اس کے سامنے ہی کہتے رہتے ہیں - جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر اوقات مریض کا دل ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی بیماری اس کے لیے مہلک ثابت ہوتی ہے -

یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ "مریض" کے لفظ کا اطلاق جسمانی بیمار پر ہی نہیں ہوتا، اس سے روحانی بیمار بھی مراد ہوتا ہے اور قرآن نے اس کو متعدد مقامات پر اسی معنی میں استعمال کیا ہے - ان کو راہِ راست پر لانے کے لیے بھی ایسے الفاظ استعمال کرنا چاہییں جو اس کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائیں، اس کے لیے مؤثر اور مفید ثابت ہوں اور اس کی زندگی میں روحانی اعتبار سے انقلاب پیدا کرنے کا موجب بنیں -